انڈو-چائنا میں نیشنلسٹ تحریک

اگرچہ ویت نام نے ہندوستان سے پہلے 1945 میں رسمی آزادی حاصل کرلی تھی لیکن اسے عوامی جمہوریہ بننے میں جنگ کی تین دہائیاں اور لگیں۔ انڈو-چائنا کا یہ باب آپ کو جزیرہ نما کی ایک بہت اہم ریاست ویت نام سے متعارف کرائے گا۔ انڈو-چائنا میں قوم پرستی (نیشنلزم) ایک نوآبادیاتی سیاق میں ابھری۔ مختلف اور متنوع سماجوں کو ایک دوسرے سے قریب لانے کا کام جزوی طور پر تو نوآبادکاری کا نتیجہ تھا مگر اہم بات یہ ہے کہ اس کا ڈول نوآبادیاتی تسلط کے خلاف ہونے والی جدوجہد نے ڈالا۔

اگر آپ انڈو-چائنا کے تاریخی تجربہ کا مطالعہ ہندوستان کے تقابل میں کریں تو نوآبادیاتی سامراج کے طور طریقوں اور سامراج مخالف تحریک کے فروغ ونشونما میں آپ بڑے اہم فرق پائیں گے۔ ان اختلافات اور مماثلتوں پر نظر ڈال کر آپ نیشنلزم کے فروغ کے تنوعات کو سمجھ سکیں گے اور اس نہج کو بھی جان لیں گے جس نہج پر نیشنلزم نے معاصر دنیا کی صورت گری کی۔

شکل 1.– انڈو چائنا کا نقشہ

© NCERT not to be republished

1 چین کے سائے سے نکلنا

موجودہ ویت نام، لاؤس اور کمبوڈیا کے مجموعہ کو انڈو- چائنا کہتے ہیں (دیکھیے شکل-1) اس کی ابتدائی تاریخ بتاتی ہے کہ لوگوں کے مختلف گروہ اس علاقے میں طاقتور چینی سلطنت کے سایہ میں رہتے تھے۔ یہاں تک کہ جب شمالی اور وسطی ویت نام کو ملا کر ایک آزاد ملک بنایا گیا تھا، اس وقت بھی اس کے حکمرانوں نے چینی طرز حکومت کو قائم رکھا اور چینی تہذیب کو بھی۔

ویت نام اس راستے سے بھی ملا ہوا تھا جس کو بحری ریشمی راستہ (Maritime Silk Route) کہتے ہیں، جو اشیا، افراد اور نظریات لاتا تھا۔ تجارت کے دوسرے راستوں نے اسے ان اندرونی ساحلی علاقوں سے جوڑ دیا تھا جہاں کھمیر (Khmer) کمبوڈین جیسے غیر ویتنامی لوگ رہتے تھے۔

شکل.2 – فیفو (Faifo) کی بندرگاہ
اس بندرگاہ کو پرتگالی تاجروں نے بنایا تھا۔ اس بندرگاہ کو انیسویں صدی سے بہت پہلے یورپی تجارتی کمپنیوں نے خوب استعمال کیا۔

1.1 نوآبادیاتی تسلط اور مزاحمت

فرانس کے ہاتھوں ویتنام کی نوآبادکاری نے ملک بھر میں زندگی کے ہر شعبے کے لوگوں کو نوآبادکاروں کے ساتھ تنازعات میں الجھا دیا۔ فرانسیسی کنٹرول کی سب سے نمایاں شکل فوجی اور معاشی تسلط اور فوقیت تھی مگر فرانسیسیوں نے ایک ایسے نظام کی بنا بھی رکھی جس نے ویتنام کی تہذیب کو از سر نو ایک شکل دینے کی کوشش کی۔ ویتنام میں نیشنلزم کا ظہور سماج کے مختلف حلقوں کی ان کوششوں سے ہوا جو ان لوگوں نے فرانس اور اس کی نمائندگی کرنے والی ہر بات کے خلاف

© NCERT not to be republished

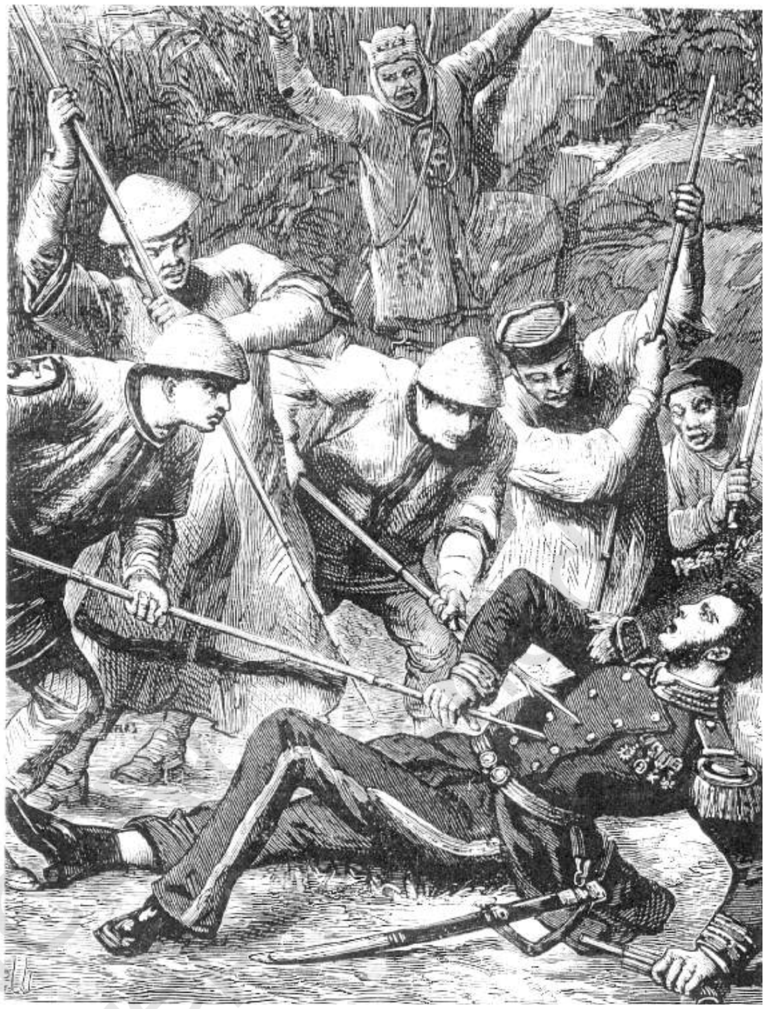

شکل-3 — فرانسس گارنیر(**Francis Garnier**)۔ایک فرانسیسی فوجی افسر جس نے حکمراں **Nguyen** خاندان کے خلاف حملہ کی سربراہی کی تھی، دربار کے سپاہی اسے جان سے مارتے ہوئے۔
گارنیر اس ٹیم کا ممبر تھا جس کا کام دریائے میکانگ کو کھنگالنے کا تھا۔1873 میں اس کو فرانسیسیوں نے شمال میں Tonkin کے مقام پر ایک فرانسیسی کالونی قائم کرنے کا کام سونپا۔گارنیر نے Hanoi پر حملہ کیا لیکن لڑائی میں مارا گیا۔

جدوجہد کے لیے کیں۔

فرانسیسی فوجیں 1858 میں ویت نام میں اتریں اور 1880 کی دہائی تک وہ شمالی علاقے میں اپنی گرفت مضبوط کر چکی تھیں۔ فرانکو-چائنا جنگ کے بعد فرانس نے ٹون کن اور انام کا انتظام سنبھال لیا اور 1887 میں فرانسیسی انڈو-چائنا کی تشکیل ہوئی۔ آنے والی دہائیوں میں فرانس نے اپنی اقتدار کو مزید استحکام دینے کی کوشش کی اور ویت نام کے لوگ اپنے ہونے والے نقصان کی نوعیت کے بارے میں سوچنے لگے۔ فوجی مزاحمت اسی سوچ کا نتیجہ تھی۔مشہور نابینا شاعر نگوین دینہ چیو Ngyuyen Dinh

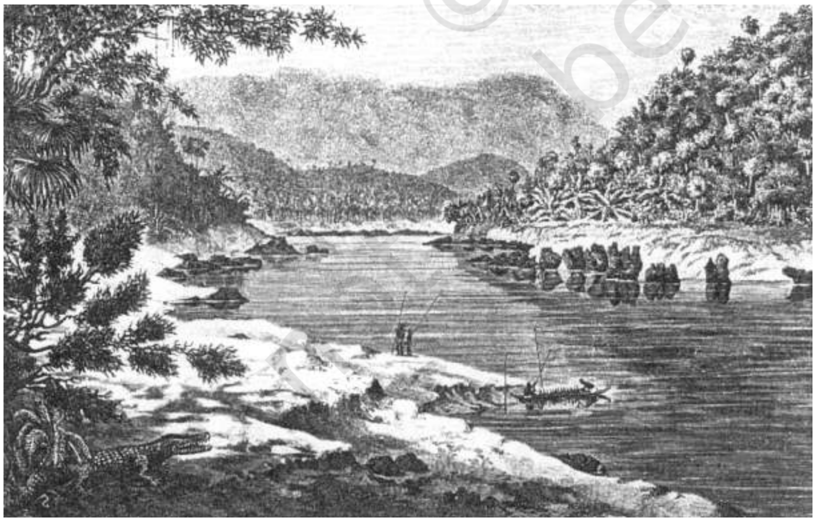

شکل-4 — دریائے میکانگ۔فرانسیسی تحقیقی ٹیم کی ایک کندہ کاری جس میں گارنیر نے حصہ لیا۔دریاؤں کے راستوں کی تحقیق اور ان کے نقشے بنانا دنیا میں نوآبادیاتی نظام کے ماہرین کے کام کا حصہ تھا۔ نوآبادی حکمراں ہر دریا کے متعلق اس کا منبع، اس کا راستہ اور پہاڑی پیچ وخم جن سے وہ گزرتا ہے جاننا چاہتے تھے۔اس طرح دریا کا تجارت اور حمل ونقل کے لیے بہتر استعمال ہوسکتا تھا۔ان تحقیقاتی مہمات کے دوران بے شمار نقشے اور تصویریں بنائی گئیں۔

Chieu (1822-88) نے ملک میں ہونے والے واقعات پر تاسف کا اظہار کیا اور کہا۔

مجھے ایک ابدی اندھیرے میں رہنا منظور ہے
بجائے غداروں کے چہرے دیکھنے کے
بہتر ہے کہ میں کسی آدمی پر نظر نہ ڈالوں
بلکہ میں اس کی تکلیفوں کا سامنا کروں، ان کا مداوا کروں
حالانکہ بہتر یہی ہے کہ میں کچھ بھی نہ دیکھوں
بجائے اس کے کہ میں اپنے وطن کو ٹکڑے ٹکڑے ہو کر بکھرتا دیکھوں

1.2 آخر فرانسیسیوں نے نوآبادیوں کو ضروری کیوں سمجھا

قدرتی وسائل کی فراہمی اور دوسری ضروری اشیا کے لیے نوآبادیاں لازمی سمجھی گئیں۔ دوسری مغربی قوموں کی طرح فرانس نے بھی یہی سوچا کہ ''ترقی یافتہ'' یورپین ممالک کا فرض ہے کہ تہذیب کے فائدوں سے غیر ترقی یافتہ اور پچھڑے ہوئے لوگوں کو بھی روشناس کرائیں۔

فرانسیسیوں نے نہریں بنانے اور زراعت کے لیے میکانگ کے دہانے کو خشک کرنے کے کام سے اس مشن کا آغاز کیا۔ آبپاشی کے وسیع نظام کے تحت تعمیر کی ہوئی نہروں وغیرہ نے جو کہ مزدوروں سے بیگار کے طور پر بنوائی گئی تھیں چاول کی پیداوار کو کافی بڑھا دیا اور چاول بین الاقوامی منڈیوں میں بھیجا جانے لگا۔ 1873 میں چاول کی کاشت 274,000 ہیکٹر آراضی پر ہوتی تھی جو 1900 میں بڑھ کر 101 ملین ہیکٹر اور 1930 میں 2.2 ملین ہیکٹر ہو گئی۔ ویت نام اپنی چاول کی پیداوار کا دو تہائی حصہ برآمد کرتا تھا اور 1931 تک دنیا کا تیسرا سب سے بڑا چاول کا برآمد کرنے والا ملک بن گیا تھا۔

اس کے بعد سامان تجارت کے لیے نقل و حمل کے ذرائع اور اس کے بنیادی لوازمات پر توجہ دی گئی اور فوجی اڈوں کو حرکت دی گئی اور پورے علاقہ پر قبضہ کر لیا گیا۔ چین کو جنوبی اور شمالی ویت نام سے ملانے والی 'ٹرانس انڈو چائنا' (Trans-Indo-China) ریلوے لائن کو بنانے کا کام شروع ہو گیا۔ چین میں یونن (Yunan) کے مقام سے رابطہ قائم کرنا اس کام کا آخری مرحلہ تھا جو 1910 میں مکمل ہو گیا۔ دوسری ریلوے لائن بھی جو ویت نام کو سیام (تھائی لینڈ کا اس وقت کا نام) سے بذریعہ پنام پنہ (Phnom Penh) کمبوڈین راجدھانی سے ملاتی تھی بن گئی۔ بیسویں صدی کی دوسری دہائی میں اپنی تجارت میں نفع کے اضافے کو یقینی بنانے کے لیے فرانسیسی تجارتی مفادات، ویتنام میں حکومت پر بنیادی لوازمات کو مزید بہتر کرنے پر دباؤ ڈال رہے تھے۔

1.3 کیا نوآبادیاں قائم ہونا چاہیں؟

ہر ایک اس بات پر متفق تھا کہ نوآبادیوں کو اصل سرزمین کے مفادات کے لیے کام کرنا چاہیے۔

سرگرمی

ایک نہر کے پروجیکٹ پر کام کرتے ہوئے ایک نوآباد فرانسیسی اور ایک ویت نامی مزدور کے درمیان ایک گفتگو کا تصور کیجیے۔ فرانسیسی کا خیال ہے کہ وہ پسماندہ لوگوں میں تہذیب لا رہا ہے جب کہ ویت نامی مزدور اس کے خلاف بول رہا ہے۔ دو دوستوں میں اس گفتگو کو ایکٹ کرنے کی کوشش کیجیے اور متن سے مدد لیجیے۔

© NCERT not to be republished

لیکن سوال یہ تھا کہ کیسے؟ پال برنارڈ، ایک با اثر ادیب اور پالیسی ساز کا یقین تھا کہ نوآبادیوں کی معیشت کو بہتر کرنے کی ضرورت ہے۔ اس کی دلیل یہ تھی کہ کالونیوں کے بنانے کا مقصد نفع کمانا ہے۔ اگر معیشت کو ترقی ہو اور لوگوں کا معیارِ زندگی بلند کر دیا جائے تو وہ زیادہ سامان خریدنے کے قابل ہوں گے۔ نتیجے کے طور پر بازار کو وسعت ملے گی جو فرانسیسی تجارت کو مزید نفع بخشے گی۔

برنارڈ کی رائے میں ویت نام کی معاشی ترقی کی راہ میں کئی رکاوٹیں تھیں۔ جیسے کثیر آبادی، کمتر زرعی پیداوار اور ویت نامی کسان کا قرض کے بوجھ تلے دبا ہونا۔ دیہی علاقوں کی غربت کو کم کرنے اور زرعی پیداوار بڑھانے کے لیے یہ ضروری تھا کہ زمین یا زرعی اصلاحات نافذ کی جائیں جیسا کہ 1890 کی دہائی میں جاپانیوں نے کیا تھا۔ بہر حال اس سے بھی کافی روزگار مہیا نہیں ہو سکتا تھا اور جیسا کہ جاپان کے تجربے نے ثابت کیا تھا، زیادہ روزگار فراہم کرنے کے لیے صنعت کاری ہی بہترین ذریعہ تھی۔

ویت نام کی نوآبادیاتی معیشت، بنیادی طور سے چاول اور ربر کی کاشت پر مبنی تھی جس کے مالک فرانسیسی اور ویت نامی شرفا کا ایک مختصر سا طبقہ تھا۔ معیشت کے اس حصہ کو فروغ دینے کے لیے ریل اور بندرگاہ کی سہولتوں کو مہیا کیا گیا۔ ربر کی کاشت کے کام میں بندھوا ویت نامی مزدور کو استعمال کیا گیا۔ برنارڈ کی خواہش کے برعکس فرانسیسیوں نے معیشت کو صنعت کی طرف لے جانے کے لیے بہت تھوڑا کام کیا۔ دیہی علاقوں میں زمین داری نظام وسیع تر ہوتا گیا اور معیارِ زندگی میں انحطاط آتا گیا۔

نئے الفاظ

جبری مزدوری (Indentured Labour)—مزدوری کی ایک قسم جو انیسویں صدی کے وسط سے بڑے پیمانے پر زراعت کے علاقوں میں عام طور سے رائج تھی۔ مزدور ایک دستاویز اور اقرار نامہ کے تحت کام کرتے تھے جن میں ان کے حقوق کا کوئی تذکرہ نہیں ہوتا تھا۔ اس کے برعکس مالکوں کے اختیارات کی کوئی حد نہیں تھی۔ مالک مزدوروں کے خلاف مجرمانہ مقدمہ دائر کر کے اس کو سزا دلوا سکتے تھے اور جیل بھجوا سکتے تھے اگر وہ اقرار نامہ کی خلاف ورزی کریں۔

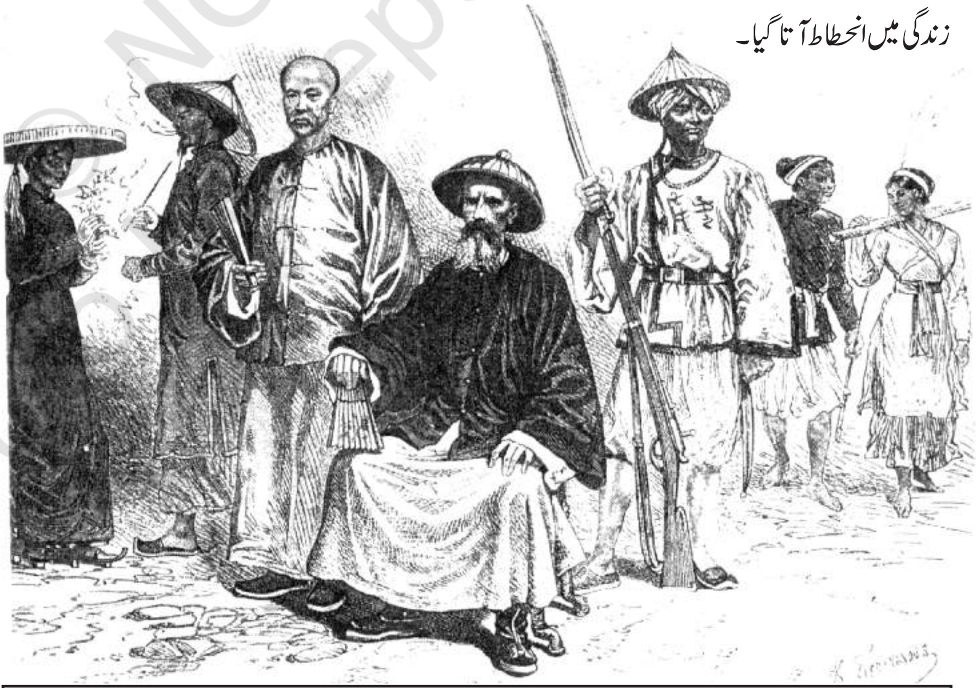

شکل 5. – ژان ڈوپی (Jean Dupuio)، ہتھیاروں کا ایک فرانسیسی تاجر، انیسویں صدی کے آخر میں ویت نام میں نفع کی امید میں اس کے جیسے اور لوگوں نے بھی اس علاقے کی چھان بین کی۔ ژان ڈوپی ان لوگوں میں سے ایک تھا جنھوں نے فرانسیسیوں کو ویت نام میں اڈہ بنانے کے لیے اکسایا تھا۔

© NCERT not to be republished

2 نوآبادیات میں تعلیم کی الجھنیں

فرانسیسی نوآبادکاری کی بنیاد صرف اقتصادی استحصال پر ہی نہیں تھی۔ اس کے پیش نظر مہذب بنانے، کا بھی ایک مشن تھا۔ ہندوستان میں انگریزوں کی طرح فرانسیسیوں نے بھی دعویٰ کیا کہ وہ ویت نام میں جدید تہذیب لا رہے ہیں۔ انھوں نے یہ خیال اپنے دماغ میں بٹھا رکھا تھا کہ یورپ نے سب سے زیادہ ترقی یافتہ تہذیب پیدا کی ہے۔ اسی لیے جدید خیالات ونظریات کو نوآبادیوں میں متعارف کرانا یورپی لوگوں کا فریضہ ہے چاہے اس میں مقامی تہذیب، مذاہب اور روایات تباہ ہی کیوں نہ ہو جائیں۔ یوں بھی ان سب ہی کو فرسودہ تصور کیا جاتا تھا اور جدید ترقیوں کی راہ میں رکاوٹ سمجھا جاتا تھا۔

تعلیم کو مقامی باشندے' نیٹو' کو تہذیب یافتہ بنانے کے ایک وسیلے کی حیثیت سے دیکھا گیا۔ مگر ان لوگوں کو تعلیم دینے یا کچھ سکھانے میں فرانسیسیوں کے سامنے ایک الجھن تھی۔ ویت نامیوں کو کتنی تعلیم دی جائے؟ فرانسیسیوں کو خواندہ مقامی کام کرنے والوں کی ضرورت تھی مگر انھیں ڈر تھا کہ تعلیم مسائل پیدا کر سکتی ہے۔ ایک دفعہ جب انھیں تعلیم مل گئی تو اس کے بعد خود ویتنامی نوآبادیات تسلط کے خلاف سوالات اٹھا سکتے ہیں۔ مزید یہ کہ ویتنام میں رہنے والے فرانسیسی شہریوں (جنھیں Colons کہا جاتا تھا) نے یہ خطرہ محسوس کرنا شروع کر دیا کہ وہ ان پڑھے لکھے ویتنامیوں کے ہاتھوں استادوں، دوکانداروں اور پولیس والوں کی حیثیت سے ملنے والے روزگاروں سے محروم ہو جائیں گے۔ چنانچہ ان لوگوں نے ان پالیسیوں کی مخالفت شروع کر دی جو ویتنامیوں کے لیے فرانسیسی تعلیم کے دروازے پوری طرح کھول سکتی تھیں۔

2.1 جدیدیت کی زبان

تعلیم کے میدان میں فرانسیسیوں کو ایک اور مسئلے کا سامنا تھا۔ ویتنام میں اشرافیہ چینی تہذیب سے بے پناہ متاثر تھا۔ اپنی قوت اور اپنے اقتدار کو مستحکم کرنے کی خاطر اس چینی اثر کو ختم کرنا فرانس کے لیے ضروری تھا۔ لہٰذا انھوں نے تعلیم کے روایتی نظام کو بتدریج منہدم کرنا اور ویتنامیوں کے لیے فرانسیسی اسکول قائم کرنا شروع کیا۔ مگر یہ کوئی آسان کام نہ تھا۔ چینی زبان کو جو ابھی تک اشرافیہ استعمال کر رہا تھا، ہٹانا ضروری تھا۔ مگر سوال یہ تھا کہ چینی زبان کی جگہ کون سی زبان لے گی؟ یہ زبان ویتنامی زبان ہوگی یا فرانسیسی؟

اس سوال کے بارے میں عموماً دو رائیں تھیں۔ بعض پالیسی ساز فرانسیسی زبان کو ذریعۂ تعلیم بنانے کی ضرورت پر زور دے رہے تھے۔ زبان سیکھ کر، اِن کا خیال تھا کہ ویتنامی فرانس کے تمدنی اور تہذیب سے متعارف ہوں گے اور یہ چیز یورپین فرانس سے پختہ طور پر مربوط ایک ایشیائی فرانس کی تخلیق میں معاون ہوگی۔ ویتنام میں تعلیم یافتہ لوگ فرانسیسی جذبات اور فرانسیسی نصب العین کا احترام کریں گے، فرانسیسی تہذیب کی فوقیت وبرتری کو سمجھیں گے اور فرانس کے لیے کام کریں گے۔ دوسری طرف دوسرے لوگ تھے جو فرانسیسی زبان کو واحد ذریعۂ تعلیم کی حیثیت سے قبول

© NCERT not to be republished

کرنے کے لیے تیار نہیں تھے۔ ان کی تجویز تھی کہ ابتدائی جماعتوں میں ویتنامی زبان پڑھائی جانی چاہیے اور اونچے درجوں میں فرانسیسی۔ چند وہ لوگ جنھوں نے فرانسیسی زبان سیکھی اور فرانسیسی تہذیب کو اپنایا انھیں فرانس کی شہریت کے اعزاز سے نوازا جائے گا۔

بہر حال، صرف ویتنامی اشرافیہ، جو آبادی کا بہت چھوٹا سا حصہ تھے، اسکولوں میں داخلہ حاصل کر سکے۔ اور ان داخلہ حاصل کرنے میں کامیاب ہونے والوں میں محض چند ہی اسکول سے فارغ التحصیل ہونے کا امتحان پاس کر سکے۔ اس کا بڑا سبب طلبا کو، خصوصاً آخری سال میں فیل کرنے کی جانی بوجھی پالیسی تھی، تاکہ یہ لوگ اپنے آپ کو اچھے معاوضے والی آسامیوں کے لائق ثابت نہ کر سکیں۔ عموماً دو تہائی طالب علم فیل ہو گئے۔ 1925 میں ایک کروڑ ستر لاکھ کی آبادی میں چار سو سے کم ایسے طالب علم تھے جو امتحان میں کامیابی حاصل کر سکے۔

درسی کتابوں نے فرانس کے گن گائے اور نو آبادیاتی حکمرانی کو حق بجانب کہا۔ ویتنامیوں کو تہذیب سے نابلد اور پسماندہ ایسے لوگوں کی حیثیت سے پیش کیا گیا جو معمولی کام تو کر سکتے تھے مگر دانش ورانہ غور و فکر سے عاری تھے۔ یہ لوگ کھیتوں میں تو کام کر سکتے تھے مگر اپنے آپ پر حکومت نہیں کر سکتے تھے، یہ ''ماہر نقلچی'' تو تھے مگر تخلیقی صلاحیتوں سے محروم تھے، اسکول کے بچوں کو بتایا جاتا تھا کہ یہ صرف فرانس ہی ہے جو ویتنام میں امن و سکون کو یقینی بنا سکتا ہے۔ ''فرانسیسی حکمرانی کے قیام کے بعد ہی ویتنامی کسان، قزاقوں کے ہمہ وقت خطرے سے محفوظ زندگی گزارتا ہے...... سکون مکمل ہے اور کسان دل جمعی سے کام کر سکتا ہے۔''

2.2 ماڈرن نظر آنا

ٹون کن فری اسکول مغربی طرز کی تعلیم دینے کے لیے 1907 میں شروع کیا گیا تھا۔ اس تعلیم میں سائنس، ہائی جین اور فرانسیسی زبان کی تعلیم دی جاتی تھی (یہ کلاسز شام کو ہوتی تھیں اور ان کی فیس الگ دینی ہوتی تھی)۔ ماڈرن ہونے سے کیا مراد ہے، اس سے متعلق اسکول کا رویہ اس سوچ کی بہت اچھی مثال ہے جو اس زمانے میں جاری و ساری تھی۔ سائنس پڑھنا اور مغربی نظریات سے واقف ہونا کافی نہیں تھا، ماڈرن ہونے کے لیے ویتنامیوں کو ماڈرن کا نظر آنا بھی ضروری تھا۔ اسکول نے چھوٹے بالوں جیسے مغربی انداز کو اپنانے کی ہمت افزائی کی۔ ویتنامیوں کے لیے اس کا مطلب خود اپنی شناخت کو خیرباد کہنا تھا کیوں کہ وہ روایتی طور پر لمبے بال رکھا کرتے تھے۔ مکمل تبدیلی کی اہمیت پر زور دینے کے لیے ایک گیت (Haircutting Chant) بھی تھا۔

بائیں ہاتھ میں کنگھا
دائیں میں قینچی
دیکھو محتاط رہو
احمقانہ عادتوں کو چھوڑو
بچکانی چیزوں کو دفن کرو
کھل کر بولو اور بے جھجک ہو کر بولو
مغرب کے طور طریقوں کو سیکھو

سرگرمی

تصور کیجیے کہ آپ 1910 میں ٹون کن فری اسکول میں ایک طالب علم ہیں مندرجہ ذیل کے بارے میں آپ کا ردِ عمل کیا ہوگا۔

- درسی کتابیں ویتنامیوں کے بارے میں جو کہتی ہیں؟
- بال رکھنے کے بارے میں اسکول جو کچھ کہتا ہے؟

شکل 6۔ ایک مقامی کارٹون جس میں مغرب زدہ ویتنامی پر طنز کیا گیا ہے۔ اس نے اپنی تہذیب کو چھوڑ دیا ہے۔ مغربی لباس پہنا اور ٹینس کھیلنا شروع کر دیا ہے۔

© NCERT not to be republished

2.3 اسکولوں میں مزاحمت

اساتذہ اور طلبا نے آنکھ بند کر کے نصاب کی پیروی نہیں کی۔ مخالفت کبھی کبھی برملا اور بسا اوقات پنہاں ہوتی تھی۔ ابتدائی جماعتوں میں جیسے جیسے ویتنامی استادوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا گیا ویسے ہی ویسے حقیقتاً جو کچھ پڑھایا جا رہا تھا اس پر کنٹرول رکھنا دشوار ہوتا گیا۔ پڑھاتے وقت ویتنامی اساتذہ چپکے چپکے متن میں ترمیم و تنسیخ کر لیتے تھے اور کتابوں میں جو کچھ بیان ہوتا تھا اس پر نکتہ چینی کرتے تھے۔

1926 میں سائیگون نیٹیو گرلس اسکول میں ایک بڑا احتجاج ہوا۔ ایک ویتنامی بچی جو سامنے والی ایک نشست پر بیٹھی ہوئی تھی اسے اس جگہ کو چھوڑ کر مقامی فرانسیسی بچے کے لیے خالی کر کے خود پیچھے جا کر بیٹھنے کو کہا گیا۔ بچی نے جگہ چھوڑنے سے انکار کر دیا پرنسپل نے جو خود ایک Colon (کالونیوں میں فرانسیسی لوگ) تھا لڑکی کو اسکول سے نکال دیا۔ جب غصے سے بھرے بچوں نے احتجاج کیا تو وہ سب کے سب نکال دیے گئے۔ احتجاج اور مظاہروں میں مزید اضافہ ہو گیا۔ جب حکومت نے دیکھا کہ حالات قابو سے باہر ہوتے جا رہے ہیں تو اس نے اسکول کی انتظامیہ کو مجبور کیا کہ وہ نکالے گئے طلبا کو واپس لے۔ پرنسپل کافی تامل کے بعد راضی تو ہو گیا لیکن اس نے طلبا کو تنبیہ کی اور کہا "میں تمام ویتنامیوں کو اپنے پیروں تلے روند کر رکھ دوں گا تم چاہتے تھے کہ مجھے نکال دیا جائے مگر اچھی طرح سمجھ لو کہ میں اس وقت تک یہاں سے جانے والا نہیں ہوں جب تک مجھے اس بات کا یقین نہ ہو جائے گا کہ اب کوچین چائنا میں کوئی ویتنامی نہیں رہتا ہے۔"

کئی دوسری جگہوں پر طالب علم نو آبادیاتی حکومت کے ان اقدامات کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے جن کے باعث ویتنامیوں کو باعزت آسامیوں کے لیے نا اہل قرار دیا جاتا تھا۔ ان لوگوں نے وطن پرست جذبات اور اس ایمان و یقین سے ولولہ حاصل کیا تھا کہ سماج کے مفاد کے لیے لڑنا تعلیم یافتہ افراد کا فرض ہے۔ اس چیز نے ان کے اور فرانسیسیوں اور ان کے ساتھ روایتی اشرافیہ کے درمیان کشمکش پیدا کر دی، کیوں کہ یہ دونوں اپنی حیثیوں کے لیے خطرہ محسوس کرنے لگے تھے۔ بیسویں صدی کی دوسری دہائی کے دوران طالب علم 'پارٹی آف ینگ انان' جیسی سیاسی پارٹیاں بنانے لگے تھے اور 'Annanese Student' جیسے نیشنلسٹ رسالے اور میگزین نکالنے لگے تھے۔

اس طرح اسکول سیاسی اور تہذیبی نبرد آزمائی کے میدان بن گئے۔ فرانسیسیوں نے تعلیم پر کنٹرول کر کے ویتنام میں اپنے اقتدار کو مستحکم بنانے کی کوشش کی۔ فرانسیسی تمدن کو فوقیت اور خود ویتنامیوں کو اپنی کمتری کا یقین دلانے کے لیے ان لوگوں نے قدروں، روایتی معیاری طور طریقوں اور احساس و ادراک کو تبدیل کرنے کی کوشش کی۔ دوسری طرف ویتنامی دانش وروں کو یہ خدشہ ہوا کہ ویتنام نہ صرف اپنی سرزمین پر سے اپنے اختیارات سے محروم ہوتا جا رہا ہے بلکہ اس کی شناخت بھی زد پر ہے۔ اس کی اپنی تہذیب اور رسوم و رواج کی قدر و قیمت کم ہو رہی ہے اور لوگوں میں آقا اور غلام کی ذہنیت پیدا ہوتی جا رہی ہے۔ فرانس کی نو آبادیاتی تعلیم کے خلاف لڑی جانے والی جنگ، نو آبادیاتی اور آزادی و خود مختاری کے لیے کی جانے والی بڑی جدوجہد کا حصہ بن گئی ہے۔

کچھ اہم تاریخیں

1802

Nguyen Anh شہنشاہ بنے۔ نگوئن خاندان کے تحت ملک کے اتحاد کی علامت بن گئے۔

1867

کوچین چائنا (جنوب) فرانسیسی نو آبادی بن گیا۔

1887

انڈو چائنا یونین بنی، بشمول کوچین چائنا، انام، ٹون کین، کمبوڈیا اور بعد میں لاؤس

1930

ہو چی منہہ نے ویتنامی کمیونسٹ پارٹی بنائی۔

1945

ویت منہہ سرکشی کی ایک مقبول تحریک شروع کرتے ہیں۔ باؤدائی تخت چھوڑتا ہے۔ ہو چی منہہ ہنوئی میں آزادی کا اعلان کرتے ہیں (23 ستمبر)

1954

فرانسیسی فوج کو ڈین بین چھو کے مقام پر شکست ہوتی ہے۔

1961

کینیڈی جنوبی ویت نام کی فوجی امداد بڑھانے کا فیصلہ کرتا ہے۔

1974

پیرس امن معاہدہ

1975 (30 اپریل میں)

NLF دستے سائیگون میں داخل ہوتے ہیں۔

1976

سوشلسٹ ریپبلک آف ویتنام کا اعلان ہوا۔

© NCERT not to be republished

3 حفظانِ صحت، بیماریاں اور آئے دن کی مزاحمت

تعلیم کا میدان ہی وہ واحد میدان نہیں تھا جہاں نوآبادیاتی نظام کے خلاف لڑائیاں لڑی جا رہی تھیں۔ بہت سے دوسرے ادارے بھی تھے جہاں ہم دیکھ سکتے ہیں کہ محکوموں نے حاکموں کے خلاف اپنے غم و غصے کا اظہار کیا۔

3.1۔ ہنوئی میں طاعون پھیلتا ہے

صحت اور حفظانِ صحت کے مسئلے کو لیجیے۔ جب فرانسیسیوں نے ایک جدید ویتنام بنانے کی طرف قدم بڑھایا تو انھوں نے ہنوئی کی ازسرِنو تعمیر کا منصوبہ بنایا۔ اس جدید شہر کی تعمیرِ نو میں جدید طریقوں اور مہارتوں کو استعمال کیا گیا۔ 1903 میں ہنوئی شہر کے جدید حصے میں طاعون پھیل گیا۔ متعدد نوآبادیاتی ملکوں میں طاعون سے نپٹنے کے لیے اٹھائے گئے حکومت کے اقدامات نے بڑے سنجیدہ تنازعات پیدا کیے تھے، لیکن ہنوئی میں واقعات نے ایک عجیب و غریب اور دلچسپ موڑ لیا۔

ہنوئی کا فرانسیسی حصہ بہت خوبصورت اور صاف ستھرا بنایا گیا تھا۔ اس میں کشادہ سڑکیں تھیں اور سڑکوں کے دونوں طرف درخت لگائے گئے تھے اور گندے پانی کے نکاس کا بہترین انتظام

شکل 7 – ماڈرن ہنوئی
نوآبادیاتی عمارتیں جیسی کہ اوپر والی تصویر میں ہیں۔ ہنوئی کے فرانسیسی حصے میں بنائی گئی تھیں۔

© NCERT not to be republished

تھا۔لیکن مقامی باشندوں (Natives) کے علاقوں کو جدید سہولتوں سے محروم رکھا گیا تھا۔ پرانے شہر کی گندگی براہِ راست دریا میں بہادی جاتی تھی۔ زوردار بارش اور سیلاب کے وقت یہی گندگی شہر کی گلیوں میں بہتی تھی، چنانچہ ایک صحت مند ماحول پیدا کرنے کے لیے فرانسیسی شہر میں جو بدرو اور نالیاں بنائی گئی تھیں وہ چوہوں کے رہنے اور اپنی نسل کی افزائش کے لیے انتہائی محفوظ اور سازگار جگہیں بن گئیں۔ زیر زمین بنی ہوئی ان نالیوں نے ان کے لیے آمدورفت کی سہولت فراہم کردی لہٰذا چوہوں کو پورے شہر کی سیر کرنے میں انتہائی آسانیاں ہوگئیں۔ نکاسی کے پائپوں کے ذریعے چوہے فرانسیسیوں کے خوبصورت اور محفوظ گھروں میں بھی داخل ہوگئے۔ اب کیا ہو؟

3.2 چوہوں کا شکار

اس یلغار کو روکنے کے لیے 1902 میں چوہوں کو ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر مارنے کی مہم شروع ہوئی۔ فرانسیسیوں نے ویت نامی مزدوروں کو اجرت پر چوہے مارنے کے کام میں لگایا، مارے جانے والے ہر چوہے کے لیے مزدوری دی گئی۔ ہزاروں کی تعداد میں چوہے پکڑے گئے۔ مثلاً 30 مئی کو بیس ہزار چوہے پکڑے گئے؛ اس کے باوجود ایسا لگتا تھا کہ ان کی آبادی میں کوئی کمی واقع نہیں ہوئی۔ ویتنامیوں کے لیے چوہوں کے شکار کی یہ مہم اجتماعی سودے بازی کا پہلا سبق تھا۔ چوہے پکڑنے کے لیے گندے نالوں میں اترنے والے ویتنامیوں نے سوچا کہ اگر ہم اکٹھا ہوجائیں تو اجرت میں اضافے کا مطالبہ کرسکتے ہیں۔ اس صورت حال سے فائدہ اٹھانے کے لیے انھوں نے نئے نئے طریقے ڈھونڈ نکالے۔ ان لوگوں کو اجرت اسی وقت ملتی تھی جب چوہے کے مارنے کے ثبوت کے طور پر اس کی دم پیش کی جاتی تھی۔ چنانچہ چوہے پکڑنے والوں نے صرف چوہے کی دم کاٹنے پر اکتفا کیا اور دم کاٹ کر چوہوں کو چھوڑنا شروع کردیا تاکہ یہ عمل بار بار کیا جاسکے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ کچھ لوگوں نے اسی مقصد کے لیے چوہے پالنے شروع کردیے کہ دموں سے کچھ کمایا جاسکے۔

کمزور کی مزاحمت کے سامنے ہتھیار ڈالنے پر مجبور ہونے کے بعد فرانسیسی انعام واکرام دینے کے اس پروگرام کو کالعدم قرار دینے پر مجبور ہوگئے۔ مگر ان میں سے کسی اقدام نے بھی طاعون کی اس وبا کو ختم نہیں کیا جس نے 1903 اور اس کے بعد کے برسوں میں سارے علاقے کو اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا۔ چوہوں کی مصیبت ایک طرف تو فرانسیسیوں کی طاقت کی حدود کی نشاندہی کرتی ہے اور دوسری طرف ان کے تہذیبی مشن کے تضادات کو ظاہر کرتی ہے۔ اس کے علاوہ چوہے پکڑنے والوں کا طرز عمل ہمیں ان چھوٹے چھوٹے بے شمار طور طریقوں سے بھی آگاہ کرتا ہے جو روزانہ کی زندگی میں نوآبادیاتی نظام سے لڑنے کے لیے استعمال میں لائے گئے۔

تبادلۂ خیال کیجیے

1903 میں طاعون کو روکنے کے لیے جو اقدامات کیے گئے وہ ہم کو حفظان صحت کے بارے میں فرانسیسی نوآبادکاروں کی سوچ اور ان کے رویوں کے بارے میں کیا بتاتے ہیں۔

© NCERT not to be republished

4 مذہب اور نوآبادیاتی نظام کی مخالفت

نوآبادیاتی تسلط کے وجود کا احساس، نجی اور عوامی زندگی کے تمام شعبوں پر کنٹرول کرکے دلایا گیا۔ فرانسیسیوں نے اگرچہ ویتنام پر فوج کے ذریعے قابو پایا تھا لیکن انھوں نے سماجی اور ثقافتی زندگی کو بھی نئی شکل وصورت دینی چاہی۔ مذہب نے نوآبادیاتی کنٹرول کو توانائی بخشنے میں تو مدد کی ہی تھی، اس نے مزاحمت کے راستے بھی دکھائے۔ چلیے دیکھتے ہیں کہ یہ سب کیسے ہوا؟

ویتنامیوں کے مذہبی عقائد بدھ مت، کنفیوشنزم اور مقامی رسوم ورواج کا مجموعہ تھے۔ عیسائیت، جس کو مشنریوں نے متعارف کرایا تھا، اس سہل انگاری کو انگیز نہیں کرسکتی تھی۔ اس نے فوق الفطرت ہستیوں کی تعظیم وتکریم کرنے کے رجحان کو ایک ایسا رجحان سمجھا، جسے ٹھیک کرنا ضروری تھا۔

اٹھارھویں صدی کے بعد ویتنام میں بہت سی مذہبی تحریکیں مغرب کی موجودگی کی مخالف تھیں۔ فرانس کی حکمرانی اور عیسائیت کے فروغ کے خلاف شروع کی گئی ایک ایسی ہی تحریک 1868 میں 'دانشوروں کی سرکشی' (Scholars Revolt) تھی۔ اس انقلاب کی قیادت امپریل کورٹ

باکس 1

کنفیوشیس (551—479 ق م) ایک چینی مفکر تھا جس نے اچھے طرزِعمل، عملی ذہانت اور مناسب معاشرتی تعلقات کی بنیاد پر ایک فلسفیانہ نظام وضع کیا تھا۔ لوگوں کو والدین اور بزرگوں کی فرمانبرداری اور ان کی عزت کرنے کی تعلیم دی جاتی تھی۔ عوام کو بتایا جاتا تھا کہ حکمران اور رعایا کا تعلق ویسا ہی ہے جیسے والدین اور اولاد کا ہوتا ہے۔

شکل 8— ایک کیتھولک مبلغ فادر بوری (Borie) کو سزائے موت۔
اس قسم کی تصویریں فرانس کے آرٹسٹوں نے مذہبی جنون کو بھڑکانے کے لیے بنائیں۔

© NCERT not to be republished

کے حکام نے کی جو فرانس کے تسلط اور کلیسائیت کے فروغ سے خفا تھے۔انھوں نے Ngu Anاور Ha Tienصوبوں میں ایک عام بغاوت کی رہنمائی کی جس میں ایک ہزار سے زیادہ کیتھولک مارے گئے تھے۔کیتھولک مشنری سترھویں صدی سے لوگوں کے تبدیل مذہب کے لیے کوشاں تھیں۔اٹھارھویں صدی کے وسط تک،وہ تقریباً تین لاکھ افراد کو عیسائی بنا چکے تھے۔فرانس نے اس تحریک کو کچل دیا مگر اس بغاوت نے دوسرے محبان وطن کو اُن کے خلاف کھڑے ہونے کا حوصلہ دیا۔

ویتنام کے شرفا کو چینی زبان اور کنفیوشنزم کی تعلیم ملی تھی۔لیکن کسانوں کے مذہبی رجحانات کی صورت گری بدھ مذہب اور بہت سے دوسرے مقامی عقائد اور رسم ورواج نے کی تھی۔ویتنام میں اور بھی مقبول مذاہب تھے جن کی تبلیغ ان لوگوں نے کی تھی جنھیں دعویٰ تھا کہ انھوں نے خدا کا دیدار کیا ہے۔ان میں سے کچھ مذہبی تحریکوں نے فرانسیسی اقتدار کی حمایت کی لیکن زیادہ تر مذہبی تحریکوں نے نو آبادیاتی نظام کی مخالف تحریکوں کی ہمت افزائی کی۔

ایک ایسی ہی تحریک 'ہاوَ ہاوَ' (Hao Hao) تھی۔اس کی ابتدا 1939 میں ہوئی اور دریائے میکانگ کے زرخیز ڈیلٹا کے علاقے میں اس نے زبردست مقبولیت حاصل کی۔

'ہاوَ ہاوَ' کے بانی کا نام Huynh Phu so تھا۔وہ کرامات دکھاتا تھا اور غریبوں کی مدد کرتا تھا۔اسراف اور فضول خرچی پر اس کے اعتراضات کو بڑی پسندیدگی سے دیکھا جاتا تھا۔اس نے کم سن بچیوں کو دلھن کی حیثیت سے فروخت کرنے اور، جوئے،شراب اور افیون کی لت کی شدید مخالفت کی۔

فرانسیسیوں نے پھوسو کی اس تحریک کو دبانے کی کوشش کی،اسے پاگل قرار دے کر دماغی اسپتال میں داخل کر دیا۔دلچسپ بات یہ ہے کہ جس ڈاکٹر نے اسے پاگل قرار دیا تھا وہی اس کا مرید بن گیا۔پھر 1941 میں فرانسیسی ڈاکٹروں کو یہ ماننا پڑا کہ پھوسو صحیح الدماغ ہے۔فرانسیسی حکمرانوں نے اس کو لاؤس میں جلاوطن کر دیا اور اس کے بہت سے حامیوں کو کنسنٹریشن کیمپس میں بھیج دیا گیا۔

نیشنلزم کے عام دھارے سے ایسی تحریکیں ہمیشہ بڑے متضاد رشتے رکھتی تھیں۔سیاسی پارٹیاں ان کی حمایت حاصل کرنے کی کوشش کرتی تھیں اور ان کی سرگرمیوں سے غیر مطمئن بھی رہتی تھیں۔یہ ایسے گروہوں کو نہ تو قابو میں رکھ سکیں اور نہ ہی ان میں نظم وضبط پیدا کر سکیں نہ ان کے رسم ورواج اور ان کے طور طریقوں کی حمایت کر سکیں۔

ان سب کمزوریوں کے باوجود امپریل مخالف جذبات کو ابھارنے میں ان تحریکوں کی اہمیت کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیے۔

نئے الفاظ

Syncretic: مختلف ادیان اور عقائد کے باہمی اختلافات سے صرف نظر کر کے اور ان باہمی مماثلتوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے ایک دوسرے کو قریب لانا۔

Concentration Camp: ایک ایسا قید خانہ جہاں لوگوں کو قواعد وضوابط کو پس پشت ڈال کر بند رکھا جاتا ہے۔اس لفظ کے ساتھ ذہن میں اذیت ناک، بے رحم اور جابرانہ برتاؤ کا خیال آتا ہے۔

© NCERT not to be republished

فرانسیسی نوآبادیاتی نظام کی مزاحمت کئی صورتوں اور کئی سطحوں پر ہوئی۔ مگر تمام قوم پرست کچھ سوالوں کے جواب ڈھونڈنے میں سرگرداں تھے۔ جدید ہونے کا مطلب کیا ہے؟ نیشنلسٹ ہونے کے معنی کیا ہیں؟ کیا جدید ہونے سے مراد اپنی روایات کو پسماندہ وفرسودہ سمجھ کر چھوڑنا اور ہر قدیم خیال اور ہر قدیم سماجی رسم ورواج کو ترک کرنا ہے؟ کیا مغرب کو ترقی اور تہذیب کی مثالی اور معیاری علامت سمجھنا ضروری ہے؟ کیا اس کی نقل کرنا ضروری ہے؟

ان سوالات کے مختلف جواب دیے گئے۔ بعض دانشوروں کا خیال تھا کہ مغرب کے غلبے کے تدارک کے لیے ویتنام کی روایتوں کو مزید توانا اور مستحکم کرنا ناگزیر تھا جب کہ اور لوگ تھے جو سمجھتے تھے کہ بیرونی فوقیت اور غلبے کی مزاحمت کرنے کے ساتھ ہی ویتنام کے لیے مغرب سے سیکھنے کے لیے بہت کچھ ہے؟ ان مختلف طرز ہائے فکر نے ایک طویل بحث چھیڑ دی جو بہر حال آسانی سے ختم نہیں کی جا سکی۔

انیسویں صدی کے آخر میں فرانسیسی تسلط کے خلاف بہت سی تحریکیں چلیں جن کی قیادت عموماً کنفیوشسی علمائے کی جو اپنی دنیا کو مسمار ہوتے دیکھ رہے تھے۔ کنفیوشسی روایات میں پلا بڑھا عالم پھان بوئی چاؤ (1867—1940) ایسا ہی نیشنلسٹ تھا۔ پرنس کو آنگ ڈے Cuong De کی سربراہی میں، 1903 میں ریولیوشنری سوسائٹی (Duy Tan Hoi) بنانے کے بعد سے وہ نوآبادکاری مخالف مزاحمت کی اہم شخصیت بن گیا۔

پھان بوئی چاؤ نے 1905 میں چینی مصلح لیانگ کیچاؤ Lieng (1873—1929 Qichao) سے یوکو ہاما کے مقام پر ملاقات کی۔ پھان بوئی چاؤ کی انتہائی معقول اور موثر کتاب ''دی ہسٹری آف دی لاس آف ویتنام'' — کیچاؤ کے زیر اثر اور اسی کے مشورے کے تحت لکھی گئی تھی۔ یہ کتاب ویتنام اور چین میں نہ صرف بے پناہ مقبول ہوئی اور اس کا شمار سب سے زیادہ بکنے والی کتابوں میں ہوا بلکہ اس کو ایک ناٹک کا روپ بھی دیا گیا۔ کتاب اپنی توجہ کو دو باہم منسلک موضوعات پر مرکوز کرتی ہے — اقتدار اعلیٰ کا زیاں اور چین سے اپنے ان تعلقات کو توڑنا جو دونوں ملکوں کے اشرافیہ کو مشترک تہذیب میں باندھتے تھے، یہ دوہرا نقصان تھا جس پر پھان دکھ کا اظہار کرتا ہے، یہ تاسف روایتی اشرافیہ کے مصلحین کی خصوصیت تھی۔

دوسرے قوم پرستوں نے پھان بوئی چاؤ سے شدید اختلاف کیا۔ ان مخالفین میں ایک پھان چوترنہہ (Phan Chu Trinh) بھی تھا۔ وہ شہنشاہیت کا کٹر دشمن تھا اور اس نے دربار کی مدد سے فرانس سے مزاحمت کرنے کے خیال کی بھی مخالفت کی تھی۔ اس کی خواہش ایک جمہوری ریاست قائم کرنے کی تھی۔ مغرب کے جمہوری نظریات سے بے پناہ متاثر ہونے کی وجہ سے وہ مغربی تہذیب وتمدن کو یکسر رد کیے جانے کے حق میں نہیں تھا۔ اس نے فرانس کے آزادی کے

ماخذ A

Phan Chu Trinh اور Phan Boi Chau نے جاپان میں کچھ وقت ساتھ گزارا اور ویتنام کی آزادی کے بارے میں اپنے افکار پر تبادلۂ خیال کیا، باہمی اختلافات پر بحث کی پھان بوئی چاؤ نے بعد کو اپنی ان بحثوں کے متعلق لکھا۔

اور اس کے بعد دس دن سے زیادہ تک انھوں نے اور میں نے بار بار بحث کی۔ ہمارے خیالات ایک دوسرے سے بہت الگ تھے۔ ان کا کہنا تھا کہ عوام کے حقوق کی ترقی کے لیے وہ بادشاہت کا خاتمہ چاہتے ہیں اس کے برعکس میرا اصرار تھا کہ سب سے پہلے تو بیرونی دشمن کو نکال باہر کرنا چاہیے۔ اپنی قوم کی آزادی کے مستحکم ہو جانے کے بعد ہم دوسرے مسائل پر گفتگو کر سکتے ہیں۔ میرا منصوبہ تھا بادشاہت کو استعمال کیے جانے کا جس کی انھوں نے پورے طور پر مخالفت کی ان کا پلان تھا کہ ایک عوامی تحریک کے ذریعے بادشاہت کو ختم کرنا چاہیے۔ اس کا میں مخالف تھا۔ دوسرے الفاظ میں ہماری منزل ایک تھی مگر ہمارے طریقے الگ الگ تھے۔''

تبادلۂ خیال کیجیے

Phan Chu Trinh اور Phan Boi Chau کے نظریات میں کیا چیز مشترک ہے اور کیا کچھ الگ؟

نئے الفاظ

ری پبلک۔ رائے عامہ اور عوامی نمائندگی پر مبنی ایک حکومت۔ اس کی اساس شہنشاہیت کے برعکس عوام کی قوت پر ہوتی ہے

انقلابی تصور کو قبول کیا مگر فرانس پر اس تصور کی مستقل مزاجی کے ساتھ پیروی نہ کرنے کا الزام لگایا۔اس نے مطالبہ کیا کہ فرانس قانونی اور تعلیمی ادارے قائم کرے اور زراعت اور صنعت کو فروغ دے۔

5.1۔ماڈرن ہونے کے دوسرے ذرائع: جاپان اور چین

پہلے کے ویتنامی نیشنلسٹ چین اور جاپان سے گہرا تعلق رکھتے تھے۔ان دونوں ملکوں نے تبدیلی کے خواہاں لوگوں کے لیے ایک منصوبہ بنایا،فرانسیسی جبر و استبداد سے بچنے کے لیے پناہ گاہ اور ایک ایسی جگہ جہاں وسیع پیمانے پر ایشیائی انقلابیوں کے باہم رابطے کا مرکز قائم ہو سکے فراہم کی۔

بیسویں صدی کی پہلی دہائی میں تحریک 'مشرق چلو' بہت مقبول ہوئی۔8—1707 میں تین سو ویتنامی طالب علم جدید تعلیم حاصل کرنے کے لیے جاپان گئے۔ان میں سے اکثر کا بنیادی مقصد فرانسیسیوں کو ویت نام سے باہر نکالنا،کٹھ پتلی بادشاہ کا تختہ الٹنا اور نگوین خاندان کی بادشاہت (جنھیں فرانسیسیوں نے معزول کر دیا تھا) کو دوبارہ قائم کرنا تھا۔ان قوم پرستوں کو باہر سے اسلحہ اور تعاون کی تلاش تھی۔ایشیائی ہونے کی حیثیت سے انھوں نے جاپان سے درخواست کی۔جاپان نے خود کو جدید بنالیا تھا اور مغرب کی نو آبادکاری کی مزاحمت کی تھی۔1907 میں روس پر اس کی فتح نے اس کی فوجی اہلیتوں کو بھی ثابت کر دیا تھا۔ویتنامی طلبا نے ٹوکیو میں Restoration Society کی ایک شاخ قائم کی مگر 1908 کے بعد جاپان کی وزارت داخلہ نے ان پر اپنا شکنجہ کسا۔پھان بوئی چاؤ اور بہت سے دوسرے لوگ جاپان سے نکالے گئے، چین اور تھائی لینڈ میں جلاوطنی کی زندگی گزارنے پر مجبور کر دیے گئے۔

چین کے واقعات نے بھی ویتنامی نیشنلسٹوں میں ولولہ پیدا کیا۔1911 میں سن یات سین کی قیادت میں ایک عوامی تحریک نے طویل زمانے سے قائم بادشاہت کو اکھاڑ پھینکا اور اس کی جگہ ایک ریپبلک قائم کی گئی۔ان واقعات سے متاثر ہو کر ویت نامی طلبا نے انجمن بحالی ویتنام (Assiciastion for the Restoration of Vietnam) منظّم کی۔اب فرانس مخالف تحریک آزادی کی نوعیت بدل گئی۔اب مقصد ایک آئینی شہنشاہیت کا نہیں بلکہ ایک جمہوری ریپبلک کا قیام تھا۔

بہر حال جلدی ہی ویتنام میں امپریلسٹ مخالف تحریک ایک نئی قسم کی قیادت کے ماتحت آ گئی۔

شکل 9۔(کارٹون) ویتنامی قوم پرست سامراجیوں کا پیچھا کر رہے ہیں۔ایسی تمام نیشنلسٹ تصویروں میں قوم پرستوں کی جدوجہد کو جانبازانہ،پیش قدمی کرتے ہوئے دکھایا گیا ہے اور امپیریل فوجوں کو میدان چھوڑتے ہوئے۔

© NCERT not to be republished

بیسویں صدی کی تیسری دہائی کی عظیم کساد بازاری کا ویتنام پر بڑا زبردست اثر پڑا چاول کی قیمتیں گر گئیں، جس کے نتیجے میں دیہی قرضوں میں اضافہ ہوا، بے روزگاری بڑھی اور Nghe An اور Ha Tish کے صوبوں میں دیہی بغاوتیں ہوئیں۔ یہ صوبے مفلس ترین صوبوں میں تھے، اساسی قدیم روایتیں رکھتے تھے اور ویتنام الیکٹریکل فیوز، کہلاتے تھے۔ نظام پر جب بھی دباؤ پڑتا تھا تو یہی تھے جہاں سب سے پہلے لاوا پھٹتا تھا۔ فرانسیسیوں نے ان بغاوتوں کو بڑی سختی سے کچلا یہاں تک کہ مظاہرین پر بم برسانے کے لیے ہوائی جہاز تک استعمال کیے۔

فروری 1930 میں ہوچی منہہ باہم نبرد آزما قوم پرست گروہوں کو ساتھ لائے اور ویتنامی کمیونسٹ پارٹی (Vietnam Cong San Dang) قائم کی جس کا نام بعد کو انڈو چائنیز کمیونسٹ پارٹی ہوگیا۔ انھیں یورپ کی کمیونسٹ پارٹیوں کے عسکری مظاہروں سے تحریک ملی تھی۔

1940 میں جاپان نے جنوب مشرقی ایشیا پر قابو حاصل کرنے کی اپنی مہم کے ایک حصے کے طور پر، ویتنام پر قبضہ جمالیا چنانچہ اب قوم پرستوں کو جاپانیوں سے بھی لڑنا تھا اور ساتھ ہی فرانسیسیوں سے بھی۔ لیگ فار دی انڈپنڈینس آف ویتنام (Vietnam Do Lap Dong Minh) نے جو بعد کو ویت منہ کے نام سے جانی گئی جاپان کے قبضے کے خلاف لڑائی لڑی اور ستمبر 1945 میں ہنوئی پر دوبارہ قبضہ کرلیا۔ ڈیموکریٹک ریپبلک آف ویت نام کا قیام عمل میں آیا اور ہوچی منہہ اس کے سربراہ مقرر کیے گئے۔''

6.1 ویت نام کی نئی ریپبلک

نئی ریپبلک کو متعدد دشواریوں کا سامنا کرنا پڑا۔ فرانسیسیوں نے باؤ ڈائی کو ایک کٹھ پتلی کی طرح استعمال کرکے اپنے اقتدار کو پھر سے حاصل کرنے کی کوشش کی۔ فرانسیسیوں کی جارحیت کے سامنے ویتنامیوں کو مجبور ہوکر پہاڑیوں میں پناہ لینا پڑی۔ آٹھ سال کی جنگ کے بعد ڈین بین پھو کے مقام پر 1954 میں فرنسیسیوں کو شکست ہوئی۔

فرانسیسی فوجوں کے سپریم کمانڈر جنرل ہنری نوارے نے 1953 میں بڑے اعتماد و یقین کے ساتھ اعلان کیا کہ وہ جلد ہی فتحیاب ہوں گے۔ مگر 7 مئی 1954 کو ویتنامیوں نے پربتی دستوں کے سولہ ہزار آدمی پکڑ لیے یا ماردیے۔ سارا کمانڈنگ عملہ جس میں ایک جنرل، سولہ کرنل اور 1749 آفیسر شامل تھے حراست میں لے لیے گئے۔

فرانسیسی شکست کے بعد جینوا میں ہونے والے امن مذاکرات میں ویتنامیوں کو ملک کی تقسیم پر راضی کرلیا گیا شمال اور جنوب الگ الگ ہوگئے۔ ہوچی منہہ اور کمیونسٹوں نے شمال میں اختیار

ماخذ B

آزادی کا اعلان نامہ

نئی ریپبلک نے سب سے پہلے 1971 کے امریکہ کے آزادی کے اعلانیہ اور 1791 میں انقلاب فرانس کے اصولوں کی توثیق کی۔ مزید یہ بھی کہا کہ فرانسیسی سامراجی ان اصولوں کی پیروی نہیں کرتے ہیں کیوں کہ انھوں نے ''ہمارے وطن کی بے حرمتی کی ہے اور ہمارے عوام کے ساتھ ظلم و جبر کیا ہے۔ انھوں نے انسانیت اور انصاف کے نصب العین کے خلاف کام کیا ہے۔

''سیاست'' کے میدان میں انھوں نے ہمیں تمام آزادیوں سے محروم کردیا ہے۔ ہمارے اوپر غیرانسانی قواعد وضوابط عائد کیے ہیں......انھوں نے قید خانے زیادہ بنائے ہیں اور اسکول کم۔ انھوں نے ہمارے محبِّ وطن لوگوں کو بڑی بے دردی کے ساتھ قتل کیا ہے اور ہماری جدوجہد کو خون میں ڈبودیا ہے۔

''انھوں نے رائے عامہ پر پابندیاں لگائیں ہیں، انھوں نے ہمارے عوام کے خلاف ابہام اور بے یقینی کی فضا پیدا کی......

''ان اسباب کی بنا پر ہم عارضی حکومت کے اراکین، ویتنام کے نمائندے اعلان کرتے ہیں کہ آج سے ہم امپریلسٹ فرانس سے کوئی تعلق نہیں رکھتے ہیں، ہم ان تمام حقوق کو بھی کالعدم قرار دیتے ہیں جو فرانسیسیوں نے ہماری سرزمین پر اپنے آپ کو خود دے رکھے تھے......

''ہم نہایت سنجیدگی کے ساتھ، ساری دنیا کے سامنے اعلان کرتے ہیں کہ ویتنام کو آزاد اور خود مختار رہنے کا حق ہے۔ اور حقیقتاً وہ آزاد اور خود مختار ہو چکا ہے۔

نئے الفاظ

Obscurantist: افراد اور نظریات جو گمراہ کرتے ہیں۔

© NCERT not to be republished

سنبھالا جنوب میں عنان حکومت باؤ ڈائی کے ہاتھوں میں دی گئی۔

اس تقسیم نے واقعات کے ایک ایسے سلسلے کا آغاز کیا جس نے ویتنام کو عوام اور یہاں کے سارے ماحول کے لیے موت اور تباہی کا میدان کارزار بنا دیا۔ جلدی ہی باؤ ڈائی کی حکومت Ngo Dinh Diem کی زیر قیادت ایک حملے میں اکھاڑ پھینکی گئی۔ Diem نے ایک جابر اور تحکمانہ حکومت قائم کی۔ جس نے بھی مخالفت کی وہ کمیونسٹ کہلایا اور جیل میں بند کر دیا گیا یا قتل کر دیا گیا۔ Diem نے آرڈیننس نمبر 10 کو برقرار رکھا۔ یہ ایک فرانسیسی قانون تھا جس نے عیسائیت کو کھلی چھوٹ دے رکھی تھی اور بدھ ازم کو غیر قانونی قرار دیا تھا۔ اس کی آمرانہ حکومت کو نیشنل لبریشن فرنٹ (NLF) کے جھنڈے کے نیچے جمع ہونے والے ایک وسیع حزب اختلاف کی مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔

شمال میں ہو چی منہہ کی حکومت کی مدد سے NLF ملک کے اتحاد و یکجہتی کے لیے لڑا۔ امریکہ اس

شکل 10۔ فرانسیسی کمانڈر جنرل ہنری نوارے (دائیں طرف) انڈو چائنا میں۔

نوارے ویتنام کے دور افتادہ ٹھکانوں پر بھی حملہ کرنا چاہتا تھا۔ نتیجتاً فرانسیسیوں نے بہت سے محاذ کھول لیے اور اپنی فوجوں کو تتر بتر کر دیا۔ نوارے کے منصوبے، ڈین بین پھو کی شمال مشرقی وادی میں ناکام ہوئے۔

باکس 2

ڈین بین پھو کے مقام پر، جنرل Vo Nguyen Giap کی سربراہی میں لڑنے والی فوجوں کی چالاکیوں سے فرانسیسی مات کھا گئے۔ فرانسیسی کمانڈر نوارے نے ان دشواریوں کے بارے میں سوچا بھی نہیں جو جنگ میں ان کے سامنے آ سکتی تھیں۔ وہ وادی جہاں فرانسیسی مورچے تھے، وہ علاقے پانی میں ڈوب گئے' ہر طرف جھاڑ جھنکار جمع ہو گیا، اس صورت حال نے فرانسیسی فوجوں اور ٹینکوں کی آمد و رفت کو مشکل بنا دیا اور ساتھ ہی جنگل میں چھپی ہوئی ویتنامی اینٹی ایئر کرافٹ توپوں کا پتہ چلانا بھی دشوار ہو گیا۔

پہاڑوں میں اپنے مورچوں سے ویت منہہ نے نیچے وادی میں فرانسیسی اڈوں کو گھیر لیا۔ خندقیں اور سرنگیں بنا لیں تاکہ خفیہ طور پر نقل و حمل ہو سکے۔ گھرے ہوئے فرانسیسی اڈوں تک رسد اور کمک نہیں پہنچائی جا سکی، زخمی فرانسیسی فوجیوں کو ہٹایا نہیں جا سکا اور توپ خانوں کی مسلسل بمباری سے ہوائی پٹی بھی استعمال کے قابل نہیں رہی۔

ڈین بین پھو جد و جہد کی ایک اہم علامت بن گیا۔ اس نے عزم اور صحیح حکمت عملی کے ذریعے طاقتور سامراجی فوجوں کا مقابلہ کرنے کی صلاحیت میں ویت منہہ کے اعتماد کو مزید توانا کر دیا، لوگوں میں جوش و خروش پیدا کرنے اور ان کے حوصلوں کو برقرار رکھنے کے لیے گاؤں اور شہروں میں جنگ کی داستانیں سنائی گئیں۔

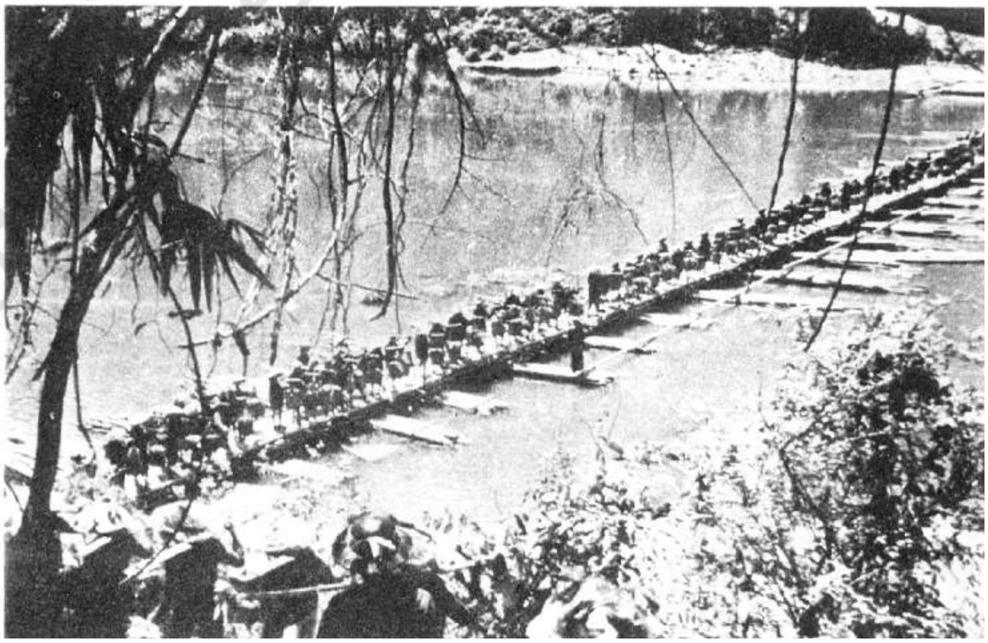

شکل 11۔ رسد، ڈین بین پھو لے جائی جا رہی ہے۔ رسد لے جانے کے لیے ویتنامی فوجوں نے سائیکلوں اور قلیوں کا استعمال کیا۔ دشمن کے حملوں سے بچنے کے لیے وہ جنگلوں اور خفیہ راستوں سے آئے گئے۔

باکس 3

ہوچی منہہ (1890—1969)

ان کی ابتدائی زندگی کے بارے میں بہت کم معلوم ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ انھوں نے اپنے ذاتی حالات کو ہمیشہ کم اہمیت دی اور اپنے شناخت ویتنام کے موقف کے ساتھ رکھی۔ سنٹرل ویت نام میں Nguyen Van Thanh کے نام سے پیدا ہوئے۔ انھوں نے ان فرانسیسی اسکولوں میں تعلیم حاصل کی جنھوں نے Ngo Dinh Diem، Vo Nguyen Giap اور Pham Van Dong جسے لیڈر پیدا کیے۔ 1990 میں کچھ عرصہ مدرسی کا کام کیا 1911 میں کھانا پکانے کا کام سیکھا اور سائیگون — مارسیلز کے درمیان چلنے والے ایک فرانسیسی جہاز پر نوکری کی۔ کومن ٹرن کے سرگرم کارکن ہے۔ لینن اور دوسرے لوگوں سے ملے۔ 30 برس یورپ تھائی لینڈ اور چین میں رہنے کے بعد مئی 1941 میں ویت نام واپس آ گئے۔ 1943 میں اپنا نام ہوچی منہہ رکھا جس کا مطلب ہوتا ہے روشن خیال بنانے والا۔ ویتنام ڈیموکریٹک ریپبلک کے صدر رہے۔ 3 ستمبر 1969 کو ہوچی منہہ کا انتقال ہو گیا۔ چالیس سال تک انھوں نے بڑی کامیابی کے ساتھ پارٹی کی قیادت کی اور ویت نام کی خودمختاری کی جدوجہد کی۔

اتحاد کو خوف زدہ ہو کر دیکھتا رہا۔ کمیونسٹوں کے اختیار حاصل کر لینے کے خدشے سے پریشان ہو کر فیصلہ کن طور پر مداخلت کرنے کا فیصلہ کیا اور اپنی فوج اور ہتھیار وہاں بھیج دیے۔

6.2 جنگ میں امریکہ کی شرکت

جنگ میں امریکہ کی شرکت نے ایک ایسے مرحلے کا آغاز کیا جو ویتنامیوں اور ساتھ ہی امریکا کے لیے بڑا مہنگا ثابت ہوا 1965 سے 1972 کے درمیان 34,03,100 سرکاری افراد (جن میں 7,484 عورتیں تھی) نے ویتنام میں خدمات انجام دیں۔ امریکہ کے پاس اگرچہ بہتر ٹکنالوجی اور اچھی طبی امداد تھی مگر زخمیوں کی تعداد بہت تھی۔ لڑائی میں تقریباً 47,244 لوگ

شکل 12 ویت کانگ کو پکڑنے کے لیے امریکی فوجی دھان کے کھیتوں کی تلاشی لے رہے ہیں۔

مرے اور 3,03,704افراد زخمی ہوئے تھے۔(زخمی ہونے والوں میں، Veitnam Administraionکے مطابق 23,014افراد سوفی صدی معذور تھے)

امریکہ کے ساتھ جدوجہد کا یہ مرحلہ بڑا سخت اور وحشیانہ تھا۔ ہزاروں کی تعداد میں امریکی فوجیں اس زمانے کے سب سے زیادہ طاقتور بمباری جہازوں B52s کی پشت پناہی میں بھاری اسلحہ اور ٹینکوں سے لیس آئیں وسیع پیمانے پر ہونے والے حملوں اور نیپام، ایجنٹ آرنج اور فاسفورس بموں جیسے کیمیکل ہتھیاروں کے استعمال نے بہت سے گاؤں کو تباہ کر دیا، جنگلوں کو نیست و نابود کر دیا۔ شہری بھی بڑی تعداد میں مارے گئے۔

جنگ کے اثرات خود امریکہ میں بھی محسوس کیے گئے۔ ایک ایسی جنگ میں اپنے آپ کو مبتلا کر لینے پر جو نا قابل دفاع تھی بہت سے لوگ حکومت پر نکتہ چینی کر رہے تھے۔ جب نو جوانوں کو فوجی خدمت میں لگانا شروع ہوا تب خفگی اور بڑھی۔ مسلح افواج میں لازمی خدمت کی شرط کو یونیورسٹی گریجویشن کے لیے ختم کیا جا سکتا تھا۔ یعنی جنگ پر بھیجے جانے والوں میں زیادہ وہ لوگ نہیں ہوتے تھے جن کا تعلق مراعات یافتہ اشرافیہ سے ہو۔ بلکہ ان کا تعلق اقلیتوں سے ہوتا تھا، کامگار خاندانوں سے ہوتا تھا۔

باکس 4

ایجنٹ آرنج: مہلک زہر

ایجنٹ آرنج برگ ریز اور پودوں کا دشمن ہے۔ اس کا یہ نام اس لیے پڑا کیونکہ یہ جن ڈرمس میں یہ رکھا جاتا تھا ان پر نارنجی رنگ کا ایک ربن لگایا جاتا تھا۔ 1961 اور 1971 کے درمیان اس کیمیکل کا تقریباً گیارہ ملین گیلن کارگو جہازوں کے ذریعے امریکی فوجوں نے چھڑکا۔ ان کا منصوبہ جنگلوں اور کھیتوں کو تباہ کرنے کا تھا تاکہ چھپنے کی کوئی جگہ نہ ہونے کے بعد لوگوں کو مارنا آسان ہو جائے۔ کھیتی کے لائق ملک کی تقریباً چودہ فی صدی زمین اس زہر سے متاثر ہوئی، اس زہر کا اثر حیرت انگیز تھا جو آج بھی لوگوں پر اثر انداز ہو رہا ہے۔ اس زہر کے ایک عنصر Dioxin کے بارے میں معلوم ہے کہ وہ بچوں میں کینسر اور برین ڈیمج کا سبب بنتا ہے۔ ایک تحقیق کے مطابق یہ جسمانی خرابیوں کا بھی سبب بنتا ہے۔

امریکی مداخلت (زیادہ تر شہری ہدف کے خلاف) میں جتنے بم اور کیمیکل ہتھیار استعمال ہوئے وہ دوسری جنگ عظیم سے زیادہ تھے۔

شکل 13 دسمبر 1972 کو ہنوئی پر بمباری ہوئی

امریکی میڈیا اور فلموں نے جنگ کی حمایت اور اس کی مخالفت دونوں میں بڑا اہم کردار ادا کیا، ہالی ووڈ نے جنگ کی حمایت میں جان وین (John Wayne) کی Green Berets (1969) جیسی فلمیں بنائیں۔ بہت سے لوگوں نے اسے بغیر سوچے سمجھے بنائی گئی ایک ایسی مثال بتا کر اعتراض کیا کہ جو نوجوانوں کو جنگ میں جا کر جان دینے پر آمادہ کرتی تھی۔ دوسری فلمیں زیادہ ناقدانہ تھیں کیوں کہ انھوں نے اس جنگ کے اسباب و علل کو سمجھنے کی کوشش کی John Ford Coppalo کی فلم Apocalypse Now (1979) نے امریکہ میں جنگ کے پھیلائے ہوئے اخلاقی تذبذب کی عکاسی کی۔

جنگ درحقیقت امریکی پالیسی سازوں کے اس موقف سے ہوئی کہ ہوچی منہہ کی فتح تفوق کا ایک تأثر پیدا کر دے گی۔ علاقے کے دوسرے ملکوں میں کمیونسٹ حکومتیں قائم ہو جائیں گی۔ انھوں نے، عوام کو عمل پر اکسانے ان میں اپنے خاندان اور اپنے گھر کو قربان کر دینے کا جذبہ پیدا کرنے

نئے الفاظ

Napalm: آتشیں بموں کے لیے گیسولین کو گاڑھا کرنے والا ایک محلول۔ یہ مرکب آہستہ آہستہ جلتا ہے اور انسانی جسم جیسی کسی سطح سے ملتا ہے تو چپک جاتا ہے اور جلتا رہتا ہے۔ یہ امریکہ میں بنایا گیا دوسری جنگ عظیم میں استعمال ہوا۔ بین الاقوامی احتجاج کے باوجود ویتنام میں استعمال کیا گیا۔

not to be republished © NCERT

اورخوفناک حالات میں رہتے ہوئے آزادی وخودمختاری کے لیے لڑمرنے پر تیار کرنے کے معاملے میں نیشنلزم کے اثرات کو کم گردانا۔ انھوں نے ٹکنالوجی کے اعتبار سے دنیا کے سب سے زیادہ ترقی یافتہ ملک سے مقابلہ کرنے کے لیے ایک چھوٹے ملک کی قوت اور اس کے عزم کو بھی کم سمجھا۔

6.3 ہو چی من کی اپنائی ہوئی سڑکیں اور پگڈنڈیاں

ہو چی من کی اپنائی ہوئی سڑکوں اور گلیوں کی کہانی، ویتنامیوں کی اس جنگ کی نوعیت کو سمجھنے کا ایک ذریعہ ہے جو انھوں نے امریکہ کے خلاف لڑی۔ یہ اس کی بھی علامت ہے کہ ویتنامیوں نے اپنے محدود وسائل کو کس طرح اپنے فائدے کے لیے استعمال کیا۔ فٹ پاتھ اور سڑکوں کے ایک زبردست نٹ ورک کو افراد اور اشیا کو شمال سے جنوب تک پہنچانے کے لیے استعمال کیا گیا۔ 1950 کے بعد کے برسوں میں اس راستے کو بہتر کیا گیا اور 1967 سے تقریباً 20 ہزار شمالی ویتنامی فوجی دستے اسی راستے ہر مہینے جنوب میں آئے۔ اس راستے پر جگہ جگہ امدادی اڈے اور اسپتال تھے۔ بعض حصوں میں رسد کا نقل وحمل سڑکوں کے ذریعے ہوتا تھا مگر عام طور پر سامان قلیوں کے ذریعے ادھر سے ادھر لے جایا جاتا تھا۔ ان قلیوں میں زیادہ تعداد عورتوں کی ہوتی تھی۔ یہ قلی عورتیں اپنی پیٹھوں پر تقریباً پچیس کلو سامان اور سائیکلوں پر 70 کلو سامان لے جاتی تھیں۔

شکل 14— ہو چی من کی سڑکیں اور پگڈنڈیاں
دیکھیے کہ یہ راستہ کیسے لاؤس اور کمبوڈیا سے گزرا۔

زیادہ راستہ، پڑوسی لاؤس اور کمبوڈیا میں، ویت نام کے باہر تھا، شاخیں تھیں جو جنوبی ویتنام تک پھیلی ہوئی تھیں۔ رسد کی سپلائی میں رکاوٹ ڈالنے کے لیے امریکہ بڑے تسلسل سے بمباری کرتا تھا۔ مگر شدید بمباری کے ذریعے اس اہم راستے کو تباہ کرنے کی تمام کوششیں ناکام ہوتی تھیں کیوں کہ ان کی تعمیر فوراً ہو جاتی تھی۔

شکل 15– ٹوٹی پھوٹی سڑکوں کی ازسرِ نو تعمیر۔ بموں سے خراب ہونے والی سڑکیں فوراً بنائی جاتی تھیں۔

شکل.16—راہ ہو چی من پر

مآخذ C

مسٹر دوسام (Do Sam) کے خطوط

دوسام نارتھ ویتنامی آرٹیلری رجمنٹ میں کرنل تھے۔ امریکہ کے خلاف جنگ کو جیتنے، شمالی اور جنوبی ویتنام کو متحد کرنے کے لیے 1968 Tet Offencive میں شروع کیا گیا تھا دوسام اس کا ایک حصہ تھے۔ مندرجہ ذیل عبارتیں بیوی کے نام لکھے ہوئے ان کے ان خطوط کے اقتباسات ہیں جو انھوں نے میدان جنگ سے لکھے تھے۔ یہ خطوط دکھاتے ہیں کہ قوم پرستانہ تخیل میں ذاتی اور شخصی محبتیں ملک کی محبت اور آزادی کی خواہش کے ساتھ کس طرح شیر وشکر ہو جاتی ہیں۔ ایسا لگتا ہے کہ مسرت وخوشحالی کے لیے ایثار وقربانی لازمی شرط ہے۔

خط۔ جون 1968

''تم مجھ سے پوچھتی ہو کہ ''تم جب میرے بارے میں سوچتے ہو تو تمہیں سب سے زیادہ کمی کس چیز کی محسوس ہوتی ہے؟'''' میں اپنی شادی کے سارے ماحول کی کمی محسوس کرتا ہوں...... میں بے شمار یادوں کے ساتھ چھوٹے سے آرام دہ کمرے کی کمی محسوس کرتا ہوں......شادی کے فوراً بعد، اپنے ملک کے ساحلی علاقوں کو بچانے کے لیے مجھے پھر جانا پڑا تھا۔ جنوب میں مستقل طور پر ٹھہرنے سے پہلے ہمیں (ساتھ رہنے کے لیے) کتنا کم وقت ملا تھا۔ میں جتنا سوچتا ہوں تم اتنی زیادہ یاد آتی ہو اسی لیے ہم جیسے لاکھوں جوڑوں کی خوشیوں اور مسرتوں کے لیے مجھے ملک کی حفاظت کے لیے اور زیادہ پر عزم ہونا ہوگا......کل رات کارجنوب کی طرف بڑھتی رہی۔ آج کی صبح میں تمہیں ایک پتھر پر بیٹھا ہوا خط لکھ رہا ہوں۔ میرے چاروں طرف چشموں کے بہنے کی آوازیں اور درختوں کی سرسراہٹ ہے، ایسا لگتا ہے کہ جیسے یہ بھی ہماری خوشی پر جھوم اٹھے ہیں اس دن کی راہ دیکھ رہا ہوں جب ہم فتح مند و کامران ہو کر لوٹ سکیں گے۔ پھر زیادہ پر مسرت طور پر رہ سکیں گے۔ رہ سکیں گے نا؟ تمہاری صحت وتندرستی کی دعائیں کرتا ہوں اور ہمیشہ تمہاری کمی محسوس کرتا ہوں......''

خط۔ جون 1968

اگرچہ تم ہر وقت میرے دماغ میں رہتی ہو مگر مجھے ملک کی جاری وساری جدوجہد کی کامیابی میں اپنی دین کے لیے اپنی ذمہ داریوں پر توجہ کو مرکوز رکھنا ہوتا ہے...... میں نے اپنے آپ سے عہد کیا ہے کہ جنوب کی آزادی اور وہاں کے عوام کے لیے امن اور خوشحالی کی بحالی کے بعد ہی میں اپنی مسرت وخوشی کا اہتمام کرنے کے لیے آزاد ہوں گا۔ اور اسی وقت میں اپنے خاندان کی زندگی سے مطمئن ہوں گا......''

Hung, Dang Vuong 'ویتنام میں جنگ کے دوران لکھے ہوئے خطوط Hoi nha van (ادیبوں کی انجمن) کی پبلی کیشن 2005۔ مترجم Nguen Quoc Anh

© NCERT not to be republished

7 قوم اور اس کے ہیرو

قومی تحریکوں پر نظر ڈالنے کا ایک اور طریقہ یہ ہے کہ یہ دیکھا جائے کہ یہ تحریکیں سماج میں مختلف گروہوں پر کس طرح اثر انداز ہوتی ہیں۔ آیئے ہم دیکھیں کہ ویتنام میں سامراج مخالف تحریک میں عورتوں کے رول کا تعین کس طرح ہوا۔ اور وہ کون سے عناصر ہیں جو نیشنلسٹ آئڈیالوجی کے بارے میں بتاتے ہیں۔

7.1 خواتین—باغیوں کی حیثیت سے

روایتی طور پر ویتنام میں عورتوں کو چین کے مقابلے میں زیادہ مساوات ملی، خصوصاً نچلے طبقوں میں مگر اپنے مستقبل کو طے کرنے کے سلسلے میں انھیں محدود آزادی تھی۔ عوامی زندگی میں بھی ان کا کوئی کردار نہیں تھا۔

نیشنلسٹ تحریک جوں جوں آگے بڑھی عورتوں کی حیثیت اور ان کے مقام پر سوال اٹھنے لگے اور صنف نسواں کی ایک نئی شبیہ ابھرنے لگی۔ ادیبوں اور سیاسی مفکرین نے سماج کے روایتی طور طریقوں کے خلاف بغاوت کرنے والی عورتوں کو مثالی قرار دینا شروع کیا۔ 1930 میں Nhat Linh کے ایک معروف ناول نے کھلبلی مچادی کیوں کہ اس میں ایک عورت زبردستی کرائی ہوئی شادی کا رشتہ توڑ کر اپنی پسند کے کسی دوسرے شخص سے، جو نیشنلسٹ سیاست میں سرگرم تھا، شادی کر لیتی ہے۔ سماجی طور طریقوں کے خلاف ہونے والی اس سرکشی نے ویتنامی سماج میں نئی عورت کی آمد کا اعلان کر دیا۔

7.2 ماضی کے ہیرو

ماضی کی سرکش اور انقلابی خواتین کی بھی اسی طرح توصیف و عزت افزائی ہوئی۔ 1913 میں نیشنلسٹ پھان بوئی چاؤ نے ترنگ بہنوں کی زندگی پر مبنی ایک ڈراما لکھا۔ ان دونوں بہنوں نے 39—43 میں چینی تسلط کے خلاف جنگ لڑی تھی۔ اس ڈرامے میں، ڈراما نگار نے دونوں بہنوں کو ویتنامی قوم کو چینیوں سے بچانے کے لیے جنگ لڑنے والی دو محبِّ وطن خواتین کی طرح پیش کیا۔ بغاوت کے حقیقی اسباب اسکالروں کے درمیان بحث کا موضوع ہیں مگر پھان کے اس ڈرامے کے بعد ترنگ بہنیں مثالی بھی بنیں اور ان کی توصیف بھی ہوئی۔ پینٹنگوں، ڈراموں اور ناولوں میں انھیں ویتنامی عوام کی حب الوطنی کے ناقابل تسخیر جذبے کے نمائندوں کی حیثیت سے پیش کیا گیا۔ کہا جاتا ہے کہ ان لوگوں نے تیس ہزار سے زیادہ افراد جمع کیے اور دو سال تک چینیوں سے مقابلہ کرتی رہیں ، انجام کار شکست کے بعد، دشمن کے سامنے ہتھیار ڈالنے کے بجائے انھوں نے خودکشی کر لی۔

ماضی کی دوسری انقلابی خواتین عوامی لوک کتھاؤں اور لوک گیتوں کا موضوع تھیں۔ سب سے زیادہ معزز سمجھی جانے والی ایک خاتون Trieu Au تھی جو تیسری صدی عیسوی میں تھی بچپن ہی

شکل 17 Trieu Au کی شبیہ۔ جو ایک مقدس ہستی کی حیثیت سے پوجی جاتی تھی۔
ان باغیوں کی جنھوں نے چین سے مقابلہ کیا، عزت بدستور ہوتی ہے۔

© NCERT not to be republished

میں یتیم ہوگئی تھی، بھائی کے ساتھ رہتی تھی۔ بڑی ہونے کے بعد اس نے گھر چھوڑ کر جنگلوں کا رخ کیا۔ ایک بڑی فوج اکٹھا کی اور چینی حکومت کے خلاف لڑتی رہی، بالآخر جب اس کی فوج کو کچل کر تہس نہس کر دیا گیا تو اس نے ڈوب کر جان دے دی۔ وہ صرف ایک ایسی ہیروئن ہی نہیں بنی کہ جو ملک وقوم کی عزت ووقار کے لیے لڑی بلکہ اس نے ایک مقدس شہید کی حیثیت اختیار کر لی۔ عوام کو جدوجہد پر آمادہ کرنے کے لیے قوم پرستوں نے اس کی شخصیت کو انتہائی مقبول بنایا۔

شکل.18۔ ہاتھ میں ایک بندوق لیے ہوئے

ایسی کہانیاں تھیں جن میں فوج میں بھرتی کے لیے بے قرار خواتین کا ذکر ملتا ہے۔ عام طور پر کہتے تھے ایک گلابی گالوں والی عورت، مردوں کے شانہ بہ شانہ لڑتی ہوئی یہ میں ہوں۔ مردوں، یہاں میں تمہارے ساتھ ساتھ لڑ رہی ہوں۔ جیل میرا مدرسہ ہے، تلوار میری اولاد اور بندوق میرا شوہر۔

7.3۔خواتین سپاہی

1960 میں میگزینوں اور رسالوں میں خواتین کو بہادر جنگجوؤں کی طرح دکھایا گیا۔ ان میں جہازوں کو مار گراتی ہوئی خواتین فوجیوں کی تصویریں تھیں۔ ان کی تصویر کشی نوجوان، بہادر اور وفادار جیالوں کی حیثیت سے کی گئی۔ ایسی کہانیاں بھی شائع ہوئیں جن میں انھیں فوج میں بھرتی ہونے اور ہاتھ میں رائفل لینے پر اپنی مسرت کا اظہار کرتے ہوئے دکھایا گیا۔ بعض کہانیوں میں تن تنہا دشمنوں کو مارنے میں ان کی بے مثال بہادری کا بیان تھا۔ ایسی ہی ایک خاتون Nguyen Thi Xuan تھی جس نے ایک جٹ جہاز کو محض بیس گولیوں سے مار گرایا تھا۔

خواتین صرف فوجیوں کی حیثیت ہی سے مشہور نہیں تھیں، کارکنوں کی حیثیت سے بھی ان کی کافی شہرت تھی۔ نوجوان ہوں چاہے معمر ان کی تصویر کشی انتہائی بے غرضی سے ملک کی حفاظت کے لیے لڑنے اور کام کرنے والیوں کی حیثیت سے ہونے لگی۔ 1960 میں جب جنگ میں اموات اور جراحتوں میں اضافہ ہوا تو عورتوں سے بڑی تعداد میں جدوجہد میں شریک ہونے کے لیے کہا گیا۔

اس اپیل پر بہت سی خواتین نے لبیک کہا اور مزاحمتی تحریک میں شریک ہوئیں۔ ان رضا کاروں نے زخمیوں کی دیکھ بھال، میں زیر زمین کمروں اور سرنگوں کی تعمیر میں اور دشمنوں سے لڑنے میں مدد کی۔ ان عورتوں نے ہوچی منہہ راستے پر 2,195 کلومیٹر اہم سڑکوں کو قابل استعمال رکھا اور 2,500 کلیدی مقامات کی نگرانی کی۔ ان لوگوں نے ہوائی جہازوں کے لیے چھے پٹیاں بنائیں ہزاروں لاکھوں بم بے کار کیے، ہزاروں لاکھوں کلوگرام سامان، ہتھیار اور غذا ادھر ادھر پہنچائی اور پندرہ ہوائی جہاز مار گرائے۔ 1965 اور 1975 کے درمیان اس راستے پر کام کرنے والے رضا کاروں میں ستّر سے اسّی فی صدی رضا کار عورتیں تھیں۔ ایک مؤرخ کا کہنا ہے کہ باقاعدہ فوج، ہنگامی فوج (Militia)، مقامی دستوں اور پیشہ ور ٹیموں میں ڈیڑھ لاکھ عورتیں تھیں۔

7.4 خواتین۔زمانۂ امن میں

بیسویں صدی کی ساتویں دہائی میں جب امن مذاکرات شروع ہوئے اور جنگ کا اختتام قریب نظر آنے لگا تب عورتوں کو جنگجوؤں کی طرح پیش کیا جانا بھی ختم ہوا۔ اب کارکنوں کی حیثیت سے عورتوں کی شبیہ نے اہمیت اختیار کرنی شروع کی۔ اور جنگجو کے بجائے انھیں زرعی کوآپریٹیوز میں، کارخانوں اور پیداواری یونٹوں میں کام کرتے دکھایا گیا۔

شکل.19۔ ویتنام کی ڈاکٹر خواتین زخمیوں کا علاج کرتے ہوئے

© NCERT not to be republished

8 جنگ کا خاتمہ

جنگ کی بے جا طوالت نے خود امریکہ کے اندر بڑے شدید ردعمل پیدا کیے۔ یہ بات صاف تھی کہ امریکہ اپنے مقاصد کو حاصل کرنے میں ناکام رہا تھا۔ ویتنام کی مزاحمت کو کچلا نہیں جا سکا، امریکی عمل کے لیے انھیں ویتنام کے عوام کی حمایت بھی نہیں مل سکی۔ اس دوران امریکہ کے ہزاروں نوجوان سپاہیوں نے اپنی جانیں گنوائیں اور ان گنت ویتنامی شہری لقمہ اجل بنے۔ یہ جنگ تھی جسے پہلی ٹیلی وژن جنگ کہا گیا تھا۔ جنگ کے منظر خبروں کے روزانہ پروگراموں میں دکھائے گئے۔ امریکہ جو کچھ کر رہا تھا اس سے بہت سے لوگ مایوس ہوئے۔ میری میکارتھی جیسی ادیبہ اور جین فونڈا جیسی اداکارہ نے تو شمالی ویتنام کا دورہ کیا اور ملک کے دفاع میں ان کی جرات کی تعریف کی۔ اسکالر نوم چومسکی نے اس جنگ کو ''امن، قومی خود ارادیت اور بین الاقوامی اشتراک وتعاون کے لیے عظیم ترین خطرہ'' کہا

حکومت کی پالیسی پر وسیع پیمانے پر کیے جانے والے اعتراضات نے خاتمہ جنگ سے متعلق مذاکرات کی کوششوں کو مزید توانائی بخشی۔ جنوری 1747 میں پیرس میں ایک امن معاہدے پر دستخط ہوئے۔ اس نے امریکہ سے ہونے والی کشمکش کو تو ختم کر دیا مگر سائیگون اور NLF کے مابین لڑائی جاری رہی۔ این ایل ایف نے 30 اپریل 1975 کو سائیگون میں ایوان صدر پر قبضہ کر لیا اور ویت نام کو متحد کر دیا۔

شکل 20۔ معاہدے کے بعد جنوبی ویت نام میں شمالی ویتنامی قیدی رہا ہوتے ہوئے۔

شکل 21۔ سائیگون آزاد کرانے کے بعد ویت کانگ کے سپاہی فتح کی خوشی سے سرشار ایک ٹینک کے اوپر۔
یہ تصویر ویتنامی نیشنلزم کی نوعیت کے بارے میں ہمیں کیا بتاتی ہے؟

اختصار کے ساتھ لکھیے

اختصار کے ساتھ لکھیے

1۔ ان پر نوٹ لکھیے:

(a) نوآبادکاروں کے مہذب بنانے کا مشن' (Civilizing Mission) کا کیا مطلب تھا؟

(b) Huynh Phu So

2۔ مندرجہ ذیل کی وضاحت کیجیے:

(a) ویتنام میں صرف ایک تہائی طالب علم فارغ التحصیل ہونے کے امتحانات پاس کرتے تھے۔

(b) فرانسیسیوں نے میکانگ ڈیلٹا میں نہریں بنانے اور زمین کو خشک (draining) کرنے کا کام شروع کیا۔

(c) حکومت نے سائیگون نیٹیو گرلس اسکول کو ان طلبا کو واپس لینے پر مجبور کیا جنھیں اس نے نکال دیا تھا۔

(d) ہنوئی کے نئے بنے ہوئے جدید علاقے میں چوہے بہت عام تھے۔

3۔ ٹونکن فری اسکول کے پیچھے کیا خیالات تھے۔ یہ خیالات ویت نام میں نوآبادیاتی نظریات کی کس حد تک مثال تھے۔

4۔ ویت نام کے لیے Phan Chu Trinh کا مقصود کیا تھا؟ اس کے خیالات پھان بوئی چاؤ کے خیالات سے کس طرح مختلف تھے؟

تبادلۂ خیال کیجیے

تبادلۂ خیال کیجیے

1۔ آپ نے اس باب میں جو کچھ پڑھا ہے اس کے حوالے سے، ویتنام کی تہذیب اور وہاں کی زندگی پر چین کے اثر پر بات کیجیے۔

2۔ ویتنام میں نوآبادکاری مخالف جذبات کے فروغ میں مذہبی گروہوں کا کیا کردار تھا۔

3۔ ویتنام کی جنگ میں امریکہ کے الجھنے کے کیا اسباب تھے۔ جنگ میں اس کی اس شرکت کا خود امریکہ میں زندگی پر کیا اثر پڑا؟

4۔ مندرجہ ذیل کو پیش نظر رکھتے ہوئے امریکہ کے خلاف ویتنام کی جنگ کا جائزہ لیجیے۔

(a) ہوچی منہہ سڑک پر ایک قلی......

(b) ایک خاتون سپاہی

5۔ ویت نام میں شہنشاہیت مخالف جدوجہد میں عورتوں کا رول کیا تھا؟ اس کا موازنہ ہندوستان میں نیشنلسٹ جدوجہد میں خواتین کے رول سے کیجیے۔

پروجیکٹ

جنوبی امریکہ کے کسی ملک میں چلنے والی سامراج مخالف تحریک کے بارے میں معلوم کیجیے۔

تصور کیجیے کہ اس ملک سے جنگ آزادی کا ایک مجاہد ویتنام کے ایک سپاہی سے ملتا ہے، دونوں دوست ہو جاتے ہیں اور اپنے اپنے ملکوں میں ہونے والی جدوجہد آزادی کے اپنے اپنے تجربات کے بارے میں بات کرتے ہیں۔ اس گفتگو کے بارے میں لکھیے جو ان دونوں کے درمیان ممکن ہے۔

پروجیکٹ

© NCERT not to be republished